"Knowledge Scholar"
An International Peer Reviewed E-Journal Of Multidisciplinary Research
Volume: 05, Issue: 05, Sept. – Oct. 2018 eISSN NO. 2394-5362
Impact Factor (SJIF) – 5.266

قومی شاعر۔ برج نارائن چکبست

لے چلی بزم سے کس وقت مجھے مرگ شباب
لب تک آیا بھی نہیں ہاتھ میں پیمانہ ہے

ڈاکٹر سید فرحت نسرین

اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ اُردو
ڈاکٹر رفیق زکریا کالج فار ویمن ,اورنگ آباد

اب چکبست ایک قومی شاعرے روپ یں ہمارے سامنے اے ہیں تو لہ ان تو تر رہوئے کافی عرصہ گزر چکا ہے اس کے باوجود ہم چکبست کی علمی خدمات کو فراموش نہیں کر سکتے۔ دنیا سے ان کا بے وقت کا گذر جانا مانو جیسے کل ہی کی بات ہو۔

چکبست ۱۹ جنوری ۱۸۸۲ کو شہر فیض آباد میں پیدا ہوئے ان کے والد بھی شاعر تھے یقین تخلص کیا کرتے تھے۔ چکبست کا خاندان علمی اعتبار سے بلند مقام رکھتا تھا۔ روایت زمانہ کے مطابق ان کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہی ہوئی۔ ایک مولوی صاحب ان کو اردو و فارسی پڑھانے آیا کرتے تھے۔ کشمیری برہمن خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ فارسی ادب سے لگاؤ ورثہ میں ملا تھا۔ قدرت نے طبعیت بھی ایسی موزوں دی تھی پھر گھر کا ماحول بھی شعر وادب کا تھا ایسے میں چکبست کم عمری میں سخن کرنے لگے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب آتش اور ناسخ غزل کے لیئے زمین ہموار کر چکے تھے۔ ایسے میں چکبست نے بھی اسی انداز میں اپنے دل کی بات کہی۔ لیکن زمانہ بدل رہا تھا۔ اس وقت کی شاعری میں ماتمِ دلبری میں کوئی کشش باقی نہیں تھی۔ دنیا کے مسائل اور غم اہم ہو گئے تھے۔ ایسے میں چکبست نے بھی وہی رنگ اپنایا۔ ان کی شاعری میں غم جاناں کے بجائے غم دوراں نظر آنے لگا۔ وہ ایک نئے جہاں کی تعمیر میں مصروف ہو گئے لیکن ان کی فطرت میں چھپا ہوا حب الوطنی کا جذبہ ابھی خاموش ہی تھا۔ چکبست نے خالص ہندوستانی قومیت کے شاعر کی حیثیت جو تاریخ رقم کی وہ شاید ہی کسی کے نصیب میں آئی۔

نواب جعفر علی خاں اثر کا دعویٰ صد فیصد درست ہیکہ

> ہ''صرف چکبست ہی وہ قومی شاعر ہے جس نے کل ہندوستان کے جذبات و ضروریات کی بلا امتیاز تفریق مذہب ترجمانی کی ہے''

چکبست کا مطالعہ بہت وسیع تھا اردو' فارسی کے علاوہ انگریزی و فلسفہ پر بھی عبور رکھتے تھے۔ ان کے خیالات و نظریات پر گوکھلے' رانا ڈے اور تلک کا اثر نظر آتا تھا۔ وہ بڑے قوم پرست تھے۔ ان کی قوم پرستی کا دائرہ بے حد وسیع تھا۔ وہ ہندوستانی تہذیب کے بڑے قدرداں تھے۔ اور تہذیب و تمدن کے دھارے میں قدیم و جدید کے امتزاج سے ترقی پسند

سماج کا سنگ بنیاد رکھنا چاہتے تھے۔اور اپنے مقصد میں کامیابی کیلئے انھوں نے بڑی جدوجہد بھی کی۔نئے دور اور نئی روشنی میں نئی نسل کے ہم قدم رہنا چاہتے تھے۔تعلیمی اداروں میں شامل ہوکر ابھرتی ہوئی نسل کو سنبھالنے اور سیدھے راستے پر لے چلنے کی کوشش کی۔وہ لکھنو یونیورسٹی کے طالعبلم تھے۔انھیں جب بھی موقعہ ملتا کالج جاتے۔طلبہ سے ملتے باتیں کرتے ان کے نقطہ نظر کو سمجھتے اور ان کو اپنی بات سمجھانے کی کوشش کرتے۔قومی معاملات میں ان کی ساری تمنائیں خالص ہندوستانی تھیں۔ہر ہندوستانی ان کی آنکھ کا تارہ تھا۔وہ ہندو مسلمان چھوٹے بڑے،امیر غریب' سبھی کے خیر خواہ تھے۔سب کے دکھ میں سچے دردمند انسان کی طرح شرکت کرتے تھے۔انھیں کا یہ شعر ان کی فطرت کا سچا مظہر ہے۔

درد دل پاس وفا جذبہ ایمان ہونا
آدمیت ہے یہی اور یہی انسان ہونا

ہم چکبست کو اعتدال پسند کہہ سکتے ہیں۔ان کے یہاں انتہا پسندی کا کوئی نظریہ نہیں ملتا۔لیکن انگریزی تسلط کے خلاف ان کا رویہ بڑا جارحانہ تھا۔وہ ہندوستان کی عظمت اور اس کی ہمہ حیث ترقی کا خواب دیکھتے تھے۔جسکا اظہار انھوں نے یوں کیا ہے

یہ آرزو ہیکہ مہر و وفا سے کام رہے
وطن کے باغ میں اپنا ہی انتظام رہے

چکبست ملنسار'خوش وضع اور وفادار دوست تھے ان کے دل کا گوشہ گوشہ انسانیت سے معمور تھا۔بہت سنجیدہ پر فکر آدمی تھے۔باتیں کم کرتے لیکن خشک مزاجی کا شائبہ تک نہیں تھا۔بہت کھلکھلا کر کم ہنستے تھے لیکن ان کی بذلہ سنجی روتوں کو ہنسا دیتی۔سراپا اخلاق تھے۔چکبست ترقی پسند شاعر و ریفارمر تھے۔بے راہ روی سے کوسوں دور انھوں نے ترقی اور اصلاح کے میدان میں بھی میانہ روی کو اپنا اصول بنایا۔وہ تعلیم نسواں کے زبردست حامی تھے۔زندگی کے ہر عمل کو اخلاق کی کسوٹی پر پرکھتے تھے۔تعلیم نسواں کو بھی وہ ہندوستانی تہذیب سے آزاد نہیں سمجھتے تھے۔ہندوستانی عورت کیلئے جذبہ'وفا'شرم'غیرت، خاندان پروری یہ وہ نگینے تھے جن کو وہ زیور کیلئے ازحد ضروری سمجھتے تھے۔وہ ہندوستانی عورت کو صرف چراغ خانہ بنا کر نہیں رکھنا چاہتے تھے۔اور نہ ہی عورت کا شمع انجمن بننا ان کو پسند تھا۔وہ طبقہ نسواں کے فرائض کی انجام دہی کو بڑا انسانی و قومی فریضہ مانتے تھے۔

اودھ پنچ کے سارے ادیب چکبست کے خاص دوست تھے اس کے باوجود انھوں نے کبھی بھی اپنی تحریروں میں وہ طرز نہیں آنے دیا جو اودھ پنچ کا رہا۔ان کی فطرت کا یہ خاص وصف تھا کہ وہ چاہے کسی سے کتنا ہی خفا ہوں یا نظریات میں فرق ہو یا کوئی اور بات ہو پر وہ کبھی بھی اپنے انداز میں اپنی زبان یا اپنے رویے میں تلخی نہیں آنے دیتے۔

چکبست نے گلزار نسیم کے ایڈٹ شدہ دیباچہ پر عبدالحلیم شرر کی تنقید پر بھی اپنے تنقیدی وقار کو قائم رکھا اور بڑی نرمی

کے ساتھ لکھا کہ

''جناب شر اطمینان رکھیں کہ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میرے قلم سے
ایک فقرہ بھی ایسا نہ نکلے گا جس سے کسی بندہ خدا کو توہین مقصود ہو''

چکبست نے ہمیشہ انسانیت کو اہمیت دی۔

وطن کی محبت اور وطن پرستی انسان کے اہم ترین جذبات میں شمار کی جاتی۔تاریخ بھی ہمیشہ اس بات کی گواہ رہی ہیکہ وطن پرستی کا جذبہ ہر قوم میں موجود ہوتا ہے۔چکبست بھی ایک سچے محبِ وطن تھے۔انھوں نے قوم کی اصلاح کیلئے بہت جدوجہد کی۔وہ گوکھلے اور بشن نرائن کی تقریروں سے بہت متاثر تھے اور انھیں سیاست میں دلچسپی ہوئی گوکہ عملی سیاست میں کبھی حصہ نہ لیا لیکن کے کلام میں ان کی تمنائیں شفاف آئینے کی طرح نظر آتی ہیں۔وہ ہمیشہ جذبہ حب وطنی سے سرشار معلوم ہوتے ہیں اور یہ ہی حب الوطنی ان کے قومی وسیاسی تصورات کی بنیاد ہے۔

چکبست کی نظم خاک ہند ۱۹۰۵ء میں لکھی ہوئی نظم ہے۔اس نظم میں جا بجا ہندوستان کی عظمت اور شان کا ذکر ملتا ہے۔یہ اشعار چکبست کے خیالات کا آئینہ ہے۔

اگلی سی تازگی ہے پھولوں میں
کرتے ہیں رقص ابتک طاوس جنگلوں میں
اب تک وہی کڑک ہے بجلی کی بادلوں میں
پستی سی آگئی ہے ہر دل کے حوصلوں میں
گل شمع انجمن ہے گوانجمن وہی ہے
جب وطن نہیں ہے خاک وطن وہی ہے

اس نظم کے ہر لفظ سے چکبست کی آرزوں کا پتہ چلتا ہے اور وہ اپنی نظموں کو صورِ حب الوطنی کی شکل میں پیش کرتے ہیں۔ان کے اس جذبے نے ان کو ایک سیاسی مفکر کی حیثیت دے دی۔عملی سیاست میں حصہ نہ لے کر بھی وہ تصویر حب الوطنی بنے ہوئے تھے ان کا جذبہ حب الوطنی ہندو مسلم اتحاد کی شکل میں ملتا ہے۔وہ مذہب کے فرق کو سیاسی میدان کیلئے انتہائی نقصان دہ سمجھتے تھے۔

انگریز جو ہندو مسلم میں نفاق ڈال کر حکومت کر رہے تھے اس نفاق کو چکبست ختم کرنا چاہتے۔

چکبست مسز اینی بسنٹ سے بھی متاثر تھے جسکی وجہ یہ تھی مسز اینی بسنٹ مذہب کو محبت کا ذریعہ مانتی تھیں اور مذہبی اختلاف کو ختم کرنا چاہتی تھی اور چکبست بھی مذہبی بیر کے سخت مخالف تھے۔وہ اپنے رسالے ''صبح امید'' میں مسز اینی بسنٹ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہیں اور جب ۱۹۱۹ء میں مسز اینی بسنٹ نے اپنا ہفتہ وار اخبار ''یونائیٹڈ انڈیا'' نکالا تو چکبست

"Knowledge Scholar"
An International Peer Reviewed E-Journal Of Multidisciplinary Research
Volume: 05, Issue: 05, Sept. – Oct. 2018 eISSN NO. 2394-5362
Impact Factor (SJIF) – 5.266

نے ان کی خدمات کوخوب خوب سراہا۔

چکبست نے ۱۹۰۳ء میں ایک کلب قائم کیا اور اس کا ذکر بھی نظم دردِ دل میں کرتے ہیں۔ اس کلب کے ساتھ انھوں نے ایک لائبریری بھی قائم کی تھی۔ جسکا مقصد صرف اور صرف نو جوانوں کی اصلاح تھا۔ ذہنی اور جسمانی تربیت کرنا۔ بچوں اور نو جوانوں کے چال چلن درست کرنا تھا۔ اور ادبی صلاحیتوں کو پروان چڑھانا تھا۔ ہم اختصار کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ قوم کے نو جوانوں کو واقعی تعلیم یافتہ و مہذب بنانا چاہتے تھے۔

چکبست نے ہمیشہ کوشش کی کہ ہندوں بیواوں کی دوسری شادی کا رواج عام ہو جائے۔ لیکن یہ مسلہ ان کی حیات میں تو حل نہ ہو سکا بعد میں اصلاحی اعتبار سے تبدیلیاں رونما ہوئیں اور عقد بیوگان کا عمل شروع ہوا۔

چکبست تعلیم نسواں کے علمبردار تھے ان کی بڑی خواہش تھی کہ ہندوستان کی لڑکیاں خوب ترقی کریں۔ لیکن اس ترقی میں ایک پوشیدہ پہلو یہ تھا کہ وہ لڑکیوں کی بے جا آزادی اور حد سے زیادہ بے عملی و بے پردگی کو غلط سمجھتے۔ اپنی نظم ''پھول مالا'' میں قوم کی لڑکیوں سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

روش خام پہ مردوں کی نہ جانا ہرگز
داغ تعلیم میں اپنی نہ لگانا ہرگز
نقل یورپ کی مناسب ہے مگر یا د رہے
خاک میں غیرت قومی نہ ملانا ہرگز

☆☆☆